گل شاہ حنیف خان سالک ایم اے

قرونِ وسطیٰ میں اسلامی کُتب خانوں کا نظام

اسلامی دنیا کی تاریخ میں کتب خانے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرونِ وسطیٰ کے ابتدائی ادوار میں کتب خانہ کو مختلف ناموں سے ذکر کیا جاتا تھا۔ ان میں سے مشہور اسماء خزانۃ الحکمۃ، دار الحکمۃ اور بیت الحکمۃ ہیں۔

ہارون الرشید متوفی ۱۹۳ھ کے عہد میں یہ سرگرمیاں انتہائی اعلیٰ مدارج پر پہنچ گئی تھیں۔ اس عہد کی بیش بہا علمی ترقی اور کتابوں کے خزانوں سے ادبی نشستوں نے بھی بہت فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ ہارون الرشید کے دربار میں ایک دفعہ ایک ممتاز نحوی الکسائی اور عالم دین ابو یوسف کے درمیان ایک مباحثہ ہوا۔ اس مباحثے میں الکسائی نے صرف نحو کے قواعد سے دینی مسائل حل کئے تھے۔ اور بہت سے قانونی سوالات کے جوابات دئے تھے۔ اور اسی وجہ سے خلیفہ مامون الرشید کے دور کو عربی ادب اعظمی عہد کہتے ہیں[1]

چنانچہ علمی و ادبی ترقی کی وجہ سے کتب خانوں کا معیار بھی برابر بڑھتا رہا۔ اس طرح بڑے بڑے شہروں کی سب سے مزین اور اہم بازار وہ تھے جن میں کتب فروشوں اور الوراقین کی دکانیں بکثرت موجود تھیں۔

ان کتب خانوں کا وجود پہلے دورِ عباسیہ میں ہوا۔ اور پھر تمام اسلامی دنیا میں کثرت سے کتابوں کی دکانیں پھیل گئیں۔ بغداد کا تذکرہ کرتے ہوئے یعقوبی نے صرف محلہ وضاحسہ میں سو سے زائد کتاب خانوں کا ذکر کیا[2]۔

قرونِ وسطیٰ کے کتب خانے مستقل تعلیمی اداروں کی حیثیت رکھتے تھے۔ چنانچہ علی بن یحیی منجم کے کتب خانے کا ایک طالب علم ابو معشر المنجم ہے جو خراسان سے مقامات مقدسہ جاتے ہوئے یہاں ٹھہرا تھا۔ جب وہ کتب خانے میں داخل ہوگئے تو اس کی عظمت و شان دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور اپنا سفر حج تبدیل کرکے وہیں مقیم ہوگیا[3]

مشہور ہے کہ جب نوح بن منصور نے الصاحب بن عباد کو وزارتِ عظمیٰ پیش کی تو اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انکار کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ میری کتابوں کا منتقل کیا جانا مشکل ہوگا۔ جو چار سو اونٹوں پر

---

[1] البلدان ص۱۷۱   [2] معجم الادباء جلد ۵

لا دکر لائی جاسکتی تھیں۔ چنانچہ کتب خانہ میں رہنا ہی پسند کیا۔[۱]

کتب خانوں میں کتابوں کی کثیر تعداد کے ساتھ بہت اچھے عمارت بھی تعمیر کئے جاتے عظیم الشان فاطمی کتب خانے کی عمارت اس قدر وسیع تھی کہ اس میں چالیس کمرے تھے اور ہر کمرہ میں اٹھارہ ہزار کتابوں کے رکھنے کی گنجائش تھی۔[۲]

ابوالحسن البیہقی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے الصاحب بن عباد کے کتب خانے کی فہرست دیکھی تھی فہرست کی دس جلدیں تھیں۔ حنین بن اسحاق خلیفہ مامون الرشید کے دور میں جن کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرتا تھا خلیفہ مامون الرشید ان کتابوں کے وزن کے برابر اس کو سونا عطا کرتا تھا۔

الواثق کی توجہ غیر زبان کی کتابوں کے تراجم پر مرکوز تھی۔ یحییٰ بن ماسویہ اس کا دستِ راست تھا۔ اور واثق اس پر انعام واکرام کی بارش کیا کرتا تھا ایک مرتبہ اس نے تین لاکھ درہم عطا کئے۔

محمد بن عبدالملک الزیات کے مترجمین اور کاتبوں کے معاوضہ کا ماہانہ خرچ دو ہزار دینار بتایا جاتا ہے۔[۳]

۱؎ معجم الادباء جلد ۳ ۲؎ الخطط صہ ۴۰۷ ۳؎ از تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ۔ ڈاکٹر احمد شبلی

خوشخبری

دعوات حق کی دوسری جلد

جلد اول دستیاب نہیں

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے خطبات ومواعظ اور ارشادات کا عظیم الشان مجموعہ علم وحکمت کا گنجینہ جسکی پہلی جلد کو ہر طبقے میں سراہا گیا۔ اور اہل علم وخطباء اور تعلیم یافتہ طبقہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور جس کا کوئی ایک نسخہ بھی اس وقت دستیاب نہیں ــــ الحمدللہ کہ انتظار شدید کے بعد اسکی دوسری جلد کتابت وطباعت کے مراحل سے گذر کر شائع ہوگئی ہے۔ تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل اس دوسری جلد میں بھی دین وشریعت۔ اخلاق ومعاشرت۔ علم وعمل۔ نبوت ورسالت۔ شریعت وطریقت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر حضرت مدظلہ نے عام فہم اور درد وسوز میں ڈوبے ہوئے انداز میں گفتگو نہ کی ہو۔ آج ہی کتاب طلب کیجئے ورنہ جلد اول کی طرح اسکی نایابی پہ بھی افسوس کرنا پڑے گا۔ صفحات ۵۲۰۔ قیمت چالیس روپے۔ طباعت آفسٹ۔ جلد دیدہ زیب۔

مؤتمر المصنفین ـ دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک۔ (پشاور)